

اور نہ اسے اپنے فیصلوں اور اندازوں میں شبہ لاحق ہو ہے، بلکہ اس کے فیصلے مضبوط، علم محکم اور احکام قطعی ہیں۔ مصیبت کے وقت بھی اسی کی آس رہتی ہے اور نعمت کے وقت بھی اس کا ڈر لگا رہتا ہے۔

--☆☆--

خطبہ (۶۴)

صفین کے دنوں میں اپنے اصحاب سے فرمایا کرتے تھے اے گروہِ مسلمین! خوفِ خدا کو اپنا شعار بناؤ، اطمینان و وقار کی چادر اوڑھ لو اور اپنے دانتوں کو بھینچ لو۔ اس سے تلواریں سروں سے اچٹ جایا کرتی ہیں۔

زرہ کی تکمیل کرو (یعنی اس کے ساتھ خود، جوشن بھی پہن لو) اور تلواروں کو بھینچنے سے پہلے نیاموں میں اچھی طرح ہلا جلا لو اور دشمن کو ترچھی نظروں سے دیکھتے رہو اور دائیں بائیں (دونوں طرف) نیزوں کے وار کرو اور دشمن کو تلواروں کی پاڑ پر رکھ لو اور تلواروں کے ساتھ ساتھ قدموں کو آگے بڑھاؤ اور یقین رکھو کہ تم اللہ کے رُو برو اور رسول ﷺ کے پچازاد بھائی کے ساتھ ہو۔

بار بار حملہ کرو اور بھاگنے سے شرم کرو۔ اس لئے کہ یہ پشتوں تک کیلئے ننگ و عار اور روزِ محشر جہنم کی آگ کا باعث ہے۔ خوشی سے اپنی جانیں اللہ کو دے دو اور پُر اطمینان رفتار سے موت کی جانب پیش قدمی کرو اور (شامیوں کی) اس بڑی جماعت اور طنابوں سے کھنچے ہوئے خیمے کو اپنے پیش نظر رکھو اور اس کے وسط پر حملہ کرو۔ اس لئے کہ شیطان اسی کے ایک گوشے میں چھپا بیٹھا ہے، جس نے ایک طرف تو حملے کیلئے ہاتھ بڑھایا ہوا ہے اور دوسری طرف بھاگنے کیلئے قدم پیچھے ہٹا رکھا ہے۔ تم مضبوطی سے اپنے ارادے پر جمے رہو، یہاں تک کہ حق (صبح کے) اجالے کی طرح ظاہر ہو جائے۔ (نتیجہ میں) تم ہی غالب ہو اور خدا

وَلَجَتْ عَلَيْهِ شُبُهَةٌ فِيمَا قَضَىٰ وَ قَدَّرَ، بَلْ قَضَاءٌ مُّتَّقِنٌ، وَ عِلْمٌ مُّحَكَّمٌ، وَ أَمْرٌ مُّبْرَمٌ. الْمَأْمُولُ مَعَ النِّقْمِ، الْمَرْهُوبُ مَعَ التَّعَمِّ.

-----☆☆-----

(۶۴) وَمِنْ كَلَامِهِ عَلَيْهِ السَّلَامُ

كَانَ يَقُولُهُ لِأَصْحَابِهِ فِي بَعْضِ أَيَّامِ صِفِّينَ مَعَاشِرَ الْمُسْلِمِينَ! اسْتَشْعِرُوا الْخَشْيَةَ، وَ تَجَلَّبَبُوا السَّكِينَةَ، وَ عَضُّوا عَلَى التَّوَاجِدِ، فَإِنَّهُ أَنْبَى لِلْسُّيُوفِ عَنِ الْهَامِ. وَ أَكْبَلُوا اللَّامَةَ، وَ قَلِقُوا السُّيُوفَ فِي أَعْمَادِهَا قَبْلَ سَلِّهَا. وَ الْخَطْوَا الْخُزْرَ، وَ اطْعَمُوا الشَّرْرَ، وَ نَافِحُوا بِالظُّبَا، وَ صَلُّوا السُّيُوفَ بِالْخَطَا، وَ اعْلَمُوا أَنَّكُمْ بَعِينٌ لِلَّهِ، وَ مَعَ ابْنِ عَمِّ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ.

فَعَاوِدُوا الْكُرَّ، وَ اسْتَحْيُوا مِنَ الْفَرِّ، فَإِنَّهُ عَارٌ فِي الْأَعْقَابِ، وَ نَارٌ يَوْمَ الْحِسَابِ، وَ طَيَّبُوا عَنْ أَنْفُسِكُمْ نَفْسًا، وَ امْشُوا إِلَى الْمَوْتِ مَشْيًا سُجْحًا، وَ عَلَيْكُمْ بِهَذَا السَّوَادِ الْأَعْظَمِ، وَ الرِّوَاقِ الْمُطَنَّبِ، فَاصْرَبُوا ثَبَجَهُ، فَإِنَّ الشَّيْطَانَ كَامِنٌ فِي كِسْرِهِ، قَدْ قَدَّمَ لِلْوَثْبَةِ يَدًا، وَ أَخَّرَ لِلتَّكْوِينِ رِجْلًا فَصَنْدًا صَنْدًا! حَتَّى يَنْجَلِيَ لَكُمْ عَمُودُ الْحَقِّ، ﴿وَ أَنْتُمْ الْأَعْلَوْنَ﴾ وَ اللَّهُ

تمہارے ساتھ ہے، وہ تمہارے اعمال کو ضائع و برباد نہیں ہونے دیگا۔

مَعَكُمْ وَلَنْ يَتْرُكَكُمْ أَعْمَالَكُمْ ۝ ﴿٦٥﴾

--☆☆--

-----☆☆-----

خطبہ (۶۵)

(۶۵) وَمِنْ كَلَامِ لَهُ عَلَيْهِ السَّلَامُ

انصار کے بارے میں

فِي مَعْنَى الْأَنْصَارِ

پیغمبر ﷺ کی رحلت کے بعد جب سقیفہ بنی ساعدہ کی خبریں امیر المؤمنین علیؑ تک پہنچیں تو آپؑ نے دریافت فرمایا کہ: ”انصار کیا کہتے تھے؟“ لوگوں نے کہا کہ: وہ کہتے تھے کہ ایک ہم میں سے امیر ہو جائے اور ایک تم میں سے۔ حضرتؑ نے فرمایا کہ: ”تم نے یہ دلیل کیوں نہ پیش کی کہ رسول اللہ ﷺ نے وصیت فرمائی تھی کہ انصار میں جو اچھا ہو اس کے ساتھ اچھا برتاؤ کیا جائے اور جو برا ہو اس سے درگزر کیا جائے۔“ لوگوں نے کہا کہ اس میں ان کے خلاف کیا ثبوت ہے؟ آپؑ نے فرمایا کہ: ”اگر حکومت و امارت ان کیلئے ہوتی تو پھر ان کے بارے میں دوسروں کو وصیت کیوں کی جاتی۔“ پھر حضرتؑ نے پوچھا کہ: ”قریش نے کیا کہا؟“ لوگوں نے کہا کہ: انہوں نے شجرہ رسولؐ سے ہونے کی وجہ سے اپنے استحقاق پر استدلال کیا۔ تو حضرتؑ نے فرمایا کہ: ”انہوں نے شجرہ ایک ہونے سے تو استدلال کیا، لیکن اس کے پھلوں کو ضائع و برباد کر دیا۔“^ط

قَالُوا: لَمَّا انْتَهَتْ إِلَى أَمِيرِ الْمُؤْمِنِينَ عَلَيْهِ السَّلَامُ أَيْبَاءُ السَّقِيفَةِ بَعْدَ وَفَاةِ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ، قَالَ عَلَيْهِ السَّلَامُ: مَا قَالَتْ الْأَنْصَارُ؟ قَالُوا: قَالَتْ: مِمَّا أَمِيرٌ وَ مِنْكُمْ أَمِيرٌ. قَالَ عَلَيْهِ السَّلَامُ: فَهَلَّا احْتَجَجْتُمْ عَلَيْهِمْ: بِأَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ وَصَّى بِأَنْ يُحْسَنَ إِلَى مُحْسِنِهِمْ وَيَتَجَاوَزَ عَنْ مُسِيئَتِهِمْ؟ قَالُوا: وَ مَا فِي هَذَا مِنَ الْحُجَّةِ عَلَيْهِمْ؟ فَقَالَ عَلَيْهِ السَّلَامُ: لَوْ كَانَتْ الْإِمَارَةُ فِيهِمْ لَمْ تَكُنِ الْوَصِيَّةُ بِهِمْ. ثُمَّ قَالَ عَلَيْهِ السَّلَامُ: فَمَاذَا قَالَتْ قُرَيْشٌ؟ قَالُوا: اخْتَجَّتْ بِأَنَّهَا شَجَرَةُ الرَّسُولِ ﷺ. فَقَالَ عَلَيْهِ السَّلَامُ: اخْتَجُّوا بِالشَّجَرَةِ وَأَصَاعُوا الشَّمْرَةَ.

--☆☆--

-----☆☆-----

ط سقیفہ بنی ساعدہ کے واقعات سے یہی ظاہر ہوتا ہے کہ انصار کے مقابلے میں مہاجرین کی سب سے بڑی دلیل اور وجہ کامرانی یہی چیز تھی کہ قریش چونکہ پیغمبر ﷺ کے ہم قوم و ہم قبیلہ ہیں، لہذا ان کے ہوتے ہوئے کوئی غیر خلافت کا حقدار نہیں ہو سکتا اور اسی بنا پر انصار کا حجم غیر تین مہاجرین کے سامنے ہتھیار ڈالنے کو تیار ہو گیا اور وہ نسلی امتیاز کو پیش کر کے خلافت کی بازی جیتنے میں کامیاب ہو گئے۔ چنانچہ مورخ طبری واقعات سقیفہ کے سلسلے میں تحریر فرماتے ہیں کہ:

جب انصار نے سقیفہ بنی ساعدہ میں سعد ابن عبادہ کے ہاتھ پر بیعت کرنے کیلئے اجتماع کیا تو حضرت ابو بکر، حضرت عمر اور ابو عبیدہ ابن جراح بھی سن گئے اور پا کر وہاں پہنچ گئے۔ اس موقعہ کیلئے حضرت عمر نے پہلے سے کچھ سوچ لیا تھا جسے کہنے